© rasailojaraid.com

عہدِ رسالت میں مواخاۃ کا عمل

اور اصلاحِ معاشرہ میں اس کا کردار

زینت رشید*

ABSTRACT :

مہاجرین جب مکہ سے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے اہل و عیال، اقارب اور گھر بار سب کچھ چھوڑ کر مدینہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کے درمیان رشتہ مواخاۃ قائم فرمایا تاکہ وطن اور اہل و عیال سے مفارقت کی وحشت اور پریشانی، حضراتِ انصار کی الفت و موانست سے بدل جائے۔ یہ مواخاۃ درحقیقت دو شہروں کی مواخاۃ تھی کہ رہنے سہنے کے طریقوں اور مزاجوں میں اختلاف کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس مواخاۃ کی برکت سے دو شہروں کے مختلف الطبائع حضرات کو ایک رشتۂ اخوت میں باندھ دیا تھا، چنانچہ اس مواخاۃ سے حاصل ہونے والے نتائج کے ذریعہ ایک ایسا معاشرہ وجود میں آیا جو تاریخ انسانی کا سنہرا باب کہلانے کا مستحق ہے، اس لحاظ سے تاقیامت کسی بھی معاشرے کی اصلاح کے لئے یہ مواخاۃ کلیدی حیثیت کی حامل ہے۔ مواخاۃ کے مصالح کے پیش نظر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ سے قبل مکہ مکرمہ میں فقط مہاجرین میں باہمی رشتۂ اخوت قائم فرمایا اور پھر ہجرت کے بعد مہاجرین و انصار کے مابین مواخاۃ فرمائی۔

رحمۃ للعالمین ﷺ نے مواخاۃ کا عمل دو مرتبہ قائم فرمایا ایک مکہ میں اور دوسری مواخاۃ مہاجرین و انصار کے درمیان تھی اور یہ مواخاۃ درحقیقت دو شہروں کی مواخاۃ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم

---

*ریسرچ اسکالر، شعبہ القرآن والسنۃ، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نبوی کی برکت سے اہل مکہ یعنی مہاجرین اور اہل مدینہ یعنی انصار کے درمیان ایسی محبت قائم فرمادی تھی کہ جو آج خونی اور نسبی رشتوں میں مفقود ہے، چنانچہ یہ رشتۂ مواخاۃ اس قدر مستحکم اور مضبوط تھا کہ بمنزلۂ قرابت ونسب سمجھا جاتا تھا او جب کوئی انصاری انتقال کرتا تو جس مہاجر کے ساتھ اس کی مواخاۃ قائم کی گئی تھی وہی اس کا وارث ہوتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

ان الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا باموالھم
وانفسھم فی سبیل اللّٰہ والذین آووا ونصروا
اولئک بعضھم اولیاء بعض (۱)

ترجمہ: ''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور جان و مال سے جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے مہاجرین کو ٹھکانہ دیا اور ان کی مدد کی، یہ لوگ باہم ایک دوسرے کے وارث ہونگے۔''

غرض یہ کہ ابتدائے ہجرت کے موقع پر مواخاۃ کا اثر میراث کے اندر بھی رہا، لیکن کچھ دنوں بعد میراث کا حکم نازل کیا گیا تو پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور تمام مومنوں کو بھائی بھائی بنادیا گیا اور یہ آیت نازل فرمائی:

انما المؤمنون اخوۃ (۲)

ترجمہ: تمام مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

اب مواخاۃ کا رشتہ فقط مواسات یعنی ہمدردی اور غمخواری، نصرت وحمایت کے لئے رہ گیا اور میراث نسبی رشتہ داروں کے لئے خاص کردی گئی۔ (۳)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مواخاۃ مدینہ کی بنیاد:-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواخاۃ مدینہ کے ذریعہ درحقیقت اسلام کی بنیادوں کو مضبوط کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل وہ بصیرت افروز عمل تھا کہ اس کے بغیر کسی بھی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین پھل پھول نہیں سکتا تھا اور درحقیقت یہ فیصلہ خداوندی تھا جس کا ظہور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر پر فرمایا، اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فیصلہ درحقیقت عین وحی ہوا کرتا تھا کہ آپ مشیت خداوندی ہی کی بنا پر تمام فیصلے صادر فرماتے، جیسا کہ قرآن میں ہے :

وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ (۴)

ترجمہ: نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی خواہش سے نہیں بولتے بلکہ ان کی ہر بات وحی ہوتی ہے۔

بنیادی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے قائم ہونے والی اس مواخاۃ کی بنا پر مذہب اسلام مذہبی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی اعتبار سے مضبوط ہوا، جو اس وقت کا اہم تقاضہ بھی تھا۔ ذیل میں ان چاروں بنیادوں پر قدرے تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی جائے گی۔

ا۔ مذہبی بنیاد:-

کسی بھی مذہب کی تقویت کے لئے ضروری ہے کہ اس کے پیروکاروں کے درمیان باہمی الفت وموانست قائم ہو، تاکہ یہ افرادی قوت اس مذہب کے دفاع کے لئے بنیان مرصوص بن جائے اور غیر مذاہب والوں کے لئے اس مذہب پر میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت نہ ہو، مواخاۃ مدینہ نے مذہبی اعتبار سے کلیدی حیثیت کا کردار ادا کیا، چنانچہ مہاجرین وانصار کے اس رشتۂ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اخوت کی وجہ سے مذہب اسلام کی بنیادیں اس قدر مضبوط ہوگئیں کہ یہود و نصاریٰ اور منافقین کو مذہب اسلام کے سامنے ٹھہرنے کی جرأت نہ رہی اور اسلام کی حقانیت کی وسعت میں ان کی باطلانہ سوچ گم ہوکر رہ گئی اور لا الٰہ الا اللہ پر جم نے والوں کی جڑیں زمین کے اندر مضبوط درخت جس کی شاخیں آسمانوں سے باتیں کرتی ہوں کی مانند ہوگئیں، جس کا قرآن نے تذکرہ اس انداز سے کیا :

کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السمآء (۵)

الغرض اس مواخاۃ نے کالے، گورے، امیر و غریب کے امتیاز کو مٹا دیا اور دنیاوی سارے تفاخر کو مٹا کر، معزز و مکرم اس شخص کو گردانا جس کے اندر اللہ کا خوف سب سے زیادہ ہو جیسا کہ قرآن نے خود کہا :

ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (۶)

ترجمہ: تم میں اللہ کے نزدیک سب سے مکرم و معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار ہو۔

درحقیقت مذہب اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے یہ ہے کہ انسانوں کے درمیان مساوات اور برابری ہو اور کسی کی بلندی، عزت اور مرتبت کا معیار تقویٰ ہے، مواخاۃ کے عمل سے مذہب اسلام کی اسی روح کو تقویت حاصل ہوئی، لہٰذا یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ اس مواخاۃ کے عمل سے مذہبی بنیاد مضبوط ہوئی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۔ معاشرتی بنیاد:۔

مواخاۃ کا عمل حسن معاشرت کی نظیر تھی، لہٰذا معاشرتی اعتبار سے اس کے دوررس نتائج حاصل ہوئے، نیز مذہب اسلام حسن معاشرت کے قائم کرنے کا حکم دیتا ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

ان اثقل شئی یوضع فی میزان المؤمن یوم القیامة خلق حسن (۷)

ترجمہ: یقیناً مومن کے نامۂ اعمال میں میزان کے اندر سب سے وزنی چیز قیامت کے دن عمدہ اخلاق ہونگے۔

یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ انسان اپنی طبیعتوں اور مزاجوں کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور یقیناً اس اختلاف مزاج کی بنا پر ایک دوسرے سے تکلیف کا ملنا لازم وملزوم ہے، لیکن ایک اچھے معاشرے کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ اہل معاشرہ آپس کے اختلاط کی بنا پر حاصل ہونے والی ان تکالیف پر صبر کا مظاہرہ کریں اور اسی بات کی ترغیب دیتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

المسلم الذی یخالط الناس ویصبر علی اذاھم افضل من الذی لا یخالط ولا یصبر (۸)

ترجمہ: وہ مسلمان جو لوگوں کے ساتھ اختلاط رکھتا ہے اور اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی تکالیف پر صبر کرتا ہے تو یہ بدرجہا بہتر ہے اس مسلمان سے جو الگ تھلگ ہو کر زندگی گزارے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الغرض معاشرتی بنیاد کے لحاظ سے اس مواخاۃ کے ایسے گہرے اثرات مرتب ہوئے کہ مسلمان ''یک جان دو قالب'' کے مصداق ہوئے اور خود قرآن نے ان کی اس حسن معاشرت کی گواہی ان الفاظ میں دی :

یؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ(۹)

ترجمہ: ''یہ (حضرات صحابہ) لوگ خود حاجت مند ہوتے ہوئے بھی اپنے نفوس پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں''

اور تاریخ انسانی گواہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قائم کردہ مواخاۃ کی بنا پر ایک ایسا معاشرہ وجود میں آیا تھا، جس کی نظیر تا قیامت ملنا ممکن نہیں، یہ مواخاۃ ہی کی برکات تھیں کہ فارس کے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حبشہ کے بلال حبشی رضی اللہ عنہ اور روم کے صہیب رومی رضی اللہ عنہ کو معاشرے میں ایک اونچا مقام ملا اور کہیں بھی کسی موقع پر ان حضرات کو اجنبیت کا احساس نہیں ہوا، اسی طرح اہل مکہ اس مواخات کی بنا پر اہل مدینہ کے ساتھ ایسے مانوس ہو گئے جیسے اپنے ہی عزیز و اقارب کے درمیان ہوں، یہ مواخاۃ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا ایک تکوینی نظام تھا کہ جس کے تحت اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تالیف قلب عطا کر دی تھی، چنانچہ قرآن میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے :

ماالفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم (۱۰)

ترجمہ: ''آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کے درمیان تالیفِ قلب نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان محبت ڈالی ہے''

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۳۔ معاشی بنیاد:۔

معاشی بنیاد کے لحاظ سے بھی اس مواخاۃ کے اثرات رونما ہوئے، لہٰذا ان مہاجرین کو جو اپنے وطن اور گھر بار سے لٹے پٹے آئے تھے، اللہ تعالیٰ نے اہل ثروت بنا دیا اور اہل انصار کی مدد کی بنا پر مہاجرین کو بھرپور معاشی استحکام ملا، چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے مواخاتی بھائی حضرت سعد بن ربیع کی راہنمائی سے چھوٹے پیمانے پر تجارت کا آغاز کیا اور چند ہی روز میں اتنا سرمایہ ہو گیا کہ شادی کر لی، جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں :

تزوجت امرأة من الانصار (۱۱)

خود ان کا قول ہے کہ میں خاک پر ہاتھ ڈالتا تو وہ سونا بن جاتی، روایت کے الفاظ یہ ہیں :

فلقد رایتنی ولو رفعت حجراً لرجوت ان اصیب ذھبا وفضۃ (۱۲)

ان کا اسباب تجارت سات سات سو اونٹوں پر لد کر آتا تھا اور جس دن مدینہ میں پہنچتا تمام شہر میں دھوم مچ جاتی تھی۔ (۱۳)

بعض صحابہ نے دُکانیں کھولیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کارخانہ مقام سخ میں تھا، وہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ (۱۴)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بنوقینقاع کے بازار میں کھجور کی خرید و فروخت کرتے تھے۔ (۱۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تجارت میں مشغول ہو گئے تھے اور ان کی اس تجارت کی وسعت ایران تک پہنچ گئی تھی۔ (۱۶)

الغرض مواخاۃ کے ذریعہ مسلمانوں کے معاشی مسائل کو اللہ تعالیٰ نے حل فرما دیا، اس لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس مواخاۃ نے مسلمانوں کی معاشی بنیاد کو مستحکم کیا جو درحقیقت اسلام کا معاشی طور پر مستحکم ہونا تھا اور یہ وقت کی اہم ضرورت بھی تھی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۴۔ سیاسی بنیاد :-

سیاسی لحاظ سے بھی مواخاۃ کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل رہا، اس لئے کہ تبلیغ اسلام کے لئے ضروری تھا کہ ایک ایسی اسلامی سلطنت کا وجود حاصل ہو کہ جس کے زیر نگیں ہو کر اقوام عالم کو اسلام کی تعلیم سے روشناس کرایا جائے تا کہ اس کے نتیجہ میں اگر کوئی طاقت اسلام کی تعلیم و تبلیغ کو روکنے کی کوشش کرے تو پھر اس کا مقابلہ کرنا آسان ہو اور ایسی کفریہ طاقتوں کو بہ زورِ طاقت کچلا جا سکے، مواخاۃ کے ذریعہ مدینہ منورہ میں ایک ایسی ہی اسلامی سلطنت وجود پذیر ہوئی کہ دیکھتے ہی دیکھتے کفر اور اہل کفر اس کے سامنے ریت کا ڈھیر ثابت ہوئے، چنانچہ غزوۂ بدر، غزوۂ احد اور غزوۂ خندق وغیرہ میں اسی بات کا ظہور ہوا اور مسلمان ایک آزاد سلطنت اسلامی کی فضا میں سانس لینے لگے اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ مرکز اسلام اور ابتدائے اسلام کی سرزمین مسلمانوں کے ہاتھوں مفتوح ہوئی یعنی ''فتح مکہ'' کا واقعہ پیش آیا اور ساتھ ہی غزوۂ حنین اور ہوازن وثقیف کے معرکہ بھی پیش آئے اور اسی رشتۂ اخوت کی بناء پر انصار و مہاجرین دشمنانِ اسلام پر غالب آتے رہے اور پھر دعوت اسلام دیگر سلاطین تک پہنچائی گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصدین اس دور کی عالمی قوتوں یعنی قیصر و کسریٰ کے دربار میں جا پہنچے اور وہاں کے ایوانوں میں اسلام کا کلمہ بلند کیا اور ان سے واضح طور پر کہدیا کہ ہم اس لئے آئے ہیں کہ

لنخرج العباد من عبادة العباد الی عبادة رب العباد. (۱۷)

ترجمہ: ہم تمہارے پاس اس کلمہ کی دعوت کو لے کر اس لئے آئے ہیں تا کہ ہم بندوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر انہیں بندوں کے پروردگار کی بندگی میں لگا دیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الغرض ان تمام بڑے معرکوں اوراس عظیم سلسلہ کا چلانا اوراس کو آگے بڑھانا، اس کے لئے ضروری تھا کہ اس کی بنیاد ایسی مضبوط ہو کہ جس میں ذرہ برابر بھی پیش وخم نہ ہو اور جو حضرات تاریخ انسانی کے اس سنہری دور کی بنیاد بننے والے تھے وہ آپس میں اس انداز سے ایک دوسرے کے قریب ہوں کہ ان کی صفوں میں کوئی دراڑ نہ ڈالی جاسکے اور جس کو قرآن نے ان الفاظوں سے تعبیر کیا :

ان اللّٰہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص (۱۸)

ترجمہ: جو لوگ اللہ کے راستے میں ایک صف ہو کر قتال کرتے ہیں اللہ ان کو پسند کرتا ہے کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہیں (یعنی باہم ایسے مربوط ہیں کہ ان کے درمیان کسی قسم کی دراڑ نہیں ڈالی جاسکتی اور نہ ہی ان کو منتشر کیا جاسکتا ہے

اسلام، تہذیب اخلاق و تکمیل فضائل کی شہنشاہی ہے، اس سلطنت الٰہی کے لئے وزرا، ارباب تدبیر، سپہ سالاران لشکر، ہر قابلیت کے لوگ درکار ہیں، شرف صحبت کی برکت سے مہاجرین میں ان قابلیتوں کا ایک گروہ تیار ہو چکا تھا اور ان میں یہ وصف پیدا ہو چکا تھا کہ ان کی درسگاہ تربیت سے اور ارباب استعداد بھی تربیت پاکر نکلیں، اس بنا پر جن لوگوں میں رشتۂ اخوت قائم کیا گیا، ان میں اس بات کا لحاظ رکھا گیا کہ استاذ اور شاگرد میں وہ اتحاد و مذاق موجود ہو، جو تربیت پذیری کے لئے ضروری ہے، تفحص اور استقصاء سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص جس کا بھائی بنایا گیا، دونوں میں یہ اتحاد و مذاق ملحوظ رکھا گیا اور جب اس بات پر لحاظ کیا جائے کہ اتنی کم مدت میں سینکڑوں اشخاص کی طبیعت اور فطرت و مذاق کا صحیح اور پورا اندازہ کرنا قریباً ناممکن ہے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ شان نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔ (۱۹)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

CONCLUSION :

خلاصہ یہ کہ مواخاۃ کا رشتہ بظاہر ایک عارضی ضرورت کے لئے قائم کیا گیا تھا کہ ان لٹے پٹے مہاجرین کا چند روزہ انتظام ہو جائے لیکن درحقیقت یہ عظیم الشان سلطنت اسلامی کی تکمیل کا سامان تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کی برکتوں سے ایک ناقابل تسخیر اسلامی سلطنت وجود میں آئی اور دنیا والوں نے اپنی مشاہدے کی آنکھ سے دیکھ لیا کہ اسلام صرف عبادات کے اعمال کا نام ہی نہیں بلکہ وہ ایک ایسا سیاسی نظام بھی پیش کرتا ہے، جس کے اصول مذہب اسلام کی طرح صاف وشفاف ہیں، غرض یہ کہ مواخاۃ نے مسلمانوں کی سیاسی بنیاد کو بھی مستحکم کیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

REFERENCES:

۱۔ قرآن، ۸:۷۲

۲۔ قرآن، ۴۹:۱۰

۳۔ ابن حجر عسقلانی۔ فتح الباری، بیروت، دارالمعرفۃ، ۱۳۰۰ھ، ۲۱۰ص، جلد ۷

۴۔ قرآن، ۳:۵۳

۵۔ قرآن، ۱۴:۲۴

۶۔ قرآن، ۴۹:۱۳

۷۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ۔ سنن ترمذی۔ کراچی، ایچ ایم سعید، ۱۴۰۷ھ، ص ۲۰، جلد ۲

۸۔ محمد بن یزید۔ سنن ابن ماجہ۔ کراچی، قدیمی کتب خانہ، ۱۹۵۶ء، ص ۲۹۲، جلد ۱

۹۔ قرآن، ۵۹:۹

۱۰۔ قرآن، ۸:۶۳

۱۱۔ ابن کثیر۔ البدایۃ والنہایہ۔ بیروت، داراحیاء التراث، ۲۰۰۱ء، ص ۲۳۹، جلد ۲

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ ابن الاثیر الجزری۔ اسد الغابہ۔ بیروت، دارالمعرفہ، ۱۳۰۵ھ، ص ۳۱۴، جلد ۳

۱۴۔ محمد بن سعد۔ الطبقات الکبریٰ۔ بیروت، داراحیاء التراث، ۱۹۹۵ء، ص ۱۳۰، جلد ۳

۱۵۔ احمد بن حنبل۔ مسند احمد۔ بیروت، داراحیاء التراث، ۲۰۰۰ء، ص ۶۲، جلد ۱

۱۶۔ ایضاً، ص ۴۰۰، جلد ۴

۱۷۔ مولانا محمد یوسف۔ حیات الصحابہ۔ لاہور، کتب خانہ فیضی، ۱۹۹۴ء، ص ۳۱۰، جلد ۲

۱۸۔ قرآن، ۶۱:۴

۱۹۔ سلیمان ندوی۔ سیرت النبی۔ کراچی، محمد سعید اینڈ سنز، ۱۳۶۴ھ، ص ۲۸۹، جلد ۱

© rasailojaraid.com